30

نئی نسل کو کام پر لگانا اور اس کے اندر دینی ذوق پیدا کرنا ہی اصل کام ہے

(فرمودہ یکم دسمبر 1950ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

''پچھلے جمعہ میں نے تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کیا تھا آج بھی اسی سلسلہ میں میں جماعت کو پھر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جہاں تک اعلان کا تعلق ہے وہ ہو گیا ہے اور جماعتیں اور افراد اپنی اپنی جگہ پر اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور اِکّا دُکّا وعدے بھی آ رہے ہیں۔ اور ابتدا میں ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ جماعتیں عموماً تمام افراد کے وعدے اکٹھے کر کے اور فہرستیں بنا کر بھیجا کرتی ہیں۔ جہاں تک ابتدائی وعدوں کا سوال ہے وہ اُسی طرز پر چل رہے ہیں جس طرز پر پچھلے سال چلے تھے۔ اور جہاں تک گزشتہ سال کی آمد کا سوال ہے میں نے دو تین ہفتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ اِس وقت تک وعدوں کی وصولی نصف یا نصف سے کم ہے۔ اِس عرصہ میں جماعت نے اِس طرف توجہ کی ہے اور اب وصولی نصف سے زیادہ ہو چکی ہے۔ لیکن بہت سا حصہ وصول ہونے والا باقی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ نومبر 1950ء کی تنخواہوں کے ملنے پر بہت سے مزید دوست اپنے وعدوں کو پورا کر کے سال کے اندر وعدوں کے پورا کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔ لیکن جو باقی رہ جائیں گے اُن کے لئے جیسا کہ میں اعلان کر چکا ہوں ضروری ہوگا کہ وہ اپنے بقائے 30/اپریل 1951ء تک پورے کر دیں اور اگلے سال کے وعدے نومبر 1951ء تک ادا کر دیں۔ کیونکہ جب باقاعدگی سے آمد نہ ہو تو کام

رُک جاتے ہیں اور بیرونی مشنوں کو وقت پر خرچ نہیں بھجوایا جا سکتا۔

میں تحریک جدید کو بھی نصیحت کروں گا کہ وہ اپنے اخراجات پر زیادہ پابندی کریں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں تک اخراجات پر پابندی کا سوال ہے یہ بہت مشکل امر ہے کیونکہ اس ادارہ میں اخراجات کو پہلے ہی بہت حد تک احتیاط سے کیا جاتا ہے اور بعض صورتوں میں تو بہت کم کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی اگر کوئی شخص لاکھوں میں سے ہزاروں یا سینکڑوں ہی بچا لیتا ہے تو یہ اس کی نیکی ہوتی ہے۔

میں آج تحریک جدید دفتر دوم کے وعدہ کرنے والوں یا اس میں حصہ لینے کی قابلیت رکھنے والوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ درحقیقت کسی کام کو چلانے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ آنے والی نسل اپنے آباء کا بوجھ خوشی کے ساتھ اٹھانے والی ہو بلکہ اُن سے بھی زیادہ خوشی کے ساتھ اس میں حصہ لینے والی ہو۔ یہ عقل کے خلاف ہوگا کہ آئندہ آنے والی نسل اپنے آباء کے بوجھ خوشی کے ساتھ نہ اُٹھائے۔ کسی ذلیل سے ذلیل قوم کی بھی آنے والی نسل تعداد میں اُس سے کم نہیں ہوئی بلکہ زیادہ ہوتی ہے۔ جب کبھی امن کے زمانے آتے ہیں امن کے زمانوں سے میری مراد یہ نہیں کہ جب لڑائیاں نہ ہوں بلکہ امن کے زمانہ سے مراد یہ ہے کہ جب لوگ سہولت کے ساتھ آپس میں مل سکتے ہوں، جب تبادلۂ آبادی کے ذرائع موجود ہوں، جب روزی کمانے کے ذرائع وسیع ہوں ایسے زمانہ میں آنے والی نسل اپنی پچھلی نسل سے بڑھ جایا کرتی ہے کم نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی آبادی 60، 70 سال میں دوگنی ہو چکی ہے۔

پس موجودہ زمانہ کے حالات کے مطابق ہر قوم سوائے اُس قوم کے کہ جو نسل کشی کے لئے خود کوشش کر رہی ہو پہلے سے زیادہ بڑھی ہے۔ پس قطع نظر اِس کے کہ لوگ تبلیغ کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں عام قانون کے ماتحت یعنی تناسل کے ذریعہ بھی ہماری جماعت بڑھ رہی ہے اور پھر خدا تعالیٰ کے خاص قانون کے ماتحت افزائشِ نسل کے لحاظ سے ہماری جماعت دوسری جماعتوں اور قوموں سے زیادہ بڑھ رہی ہے۔ میں نے دوسرے لوگوں کو دیکھا ہے غیر احمدیوں سے اگر سوال کرو کہ تمہاری کتنی اولاد ہے؟ تو زیادہ بچوں والے بھی اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ چار پانچ تک پہنچیں گے لیکن احمدیوں کو دیکھ لو آٹھ دس آدمی کے بعد ایک شخص ایسا نکل آئے گا جس کے آٹھ دس بچے ہوں گے۔ یہ بُہتات دوسری قوموں اور جماعتوں میں نہیں ملتی۔ اگر جماعت اس نکتہ پر غور کرتی تو اسے پتہ لگتا کہ وہ کس طرح معجزانہ طور پر بڑھ رہی ہے۔ باوجود غریب ہونے کے شاذ و نادر کچھ آدمیوں کو چھوڑ کر باقیوں کی نسل

دوسروں سے زیادہ بڑھ رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ احمدیوں میں بے اولاد نہیں ہوتے یا احمدیوں میں تھوڑی اولاد والے نہیں ہوتے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر ان کا دوسروں سے مقابلہ کیا جائے تو احمدیوں میں ہر سو آدمیوں کی نسل جتنی ترقی کرتی ہے اُتنی غیر احمدیوں، ہندوؤں اور سکھوں میں سے ہر سو آدمیوں کی نسل ترقی نہیں کرتی۔

غرض تین وجوہات ہیں جن کی وجہ سے جماعت بڑھ رہی ہے۔ اول تبلیغ کے ذریعہ سے کہ لوگ احمدیت کے دلائل سن کر اسے قبول کر رہے ہیں۔ دوسرے تناسل کے ذریعہ سے جیسے تمام قوموں کی نسلیں بڑھ رہی ہیں۔ تیسرے غیر معمولی نشان کے ذریعہ کہ خدا تعالیٰ احمدیوں کی نسل میں دوسری قوموں کی نسبت زیادہ ترقی دے رہا ہے۔ یہ تین ذرائع ہیں جو ہماری آبادی کو بڑھا رہے ہیں۔ گو یہ نظر نہیں آتے۔ ان کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے ایک چشمہ پُھوٹتا ہے۔ جہاں وہ پُھوٹتا ہے وہاں اُس کی طاقت نظر نہیں آتی۔ لیکن پچاس ساٹھ میل کے بعد اُس میں اتنا زور، اتنا شور اور اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور اتنا پانی جمع ہو جاتا ہے کہ اُسے دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح الٰہی جماعتوں کی ابتدائی حالت ہوتی ہے۔ ابتدا میں ان کی ترقی نظر نہیں آتی لیکن اندر ہی اندر یہ تینوں ذرائع اُن کو بڑھا رہے ہوتے ہیں۔

پس ہمارا کام ہے کہ ہم اپنی بڑھنے والی طاقت کو استعمال کریں۔ جس طرح دریا نکلتے ہیں اور وہ بہتے چلے جاتے ہیں اور نالائق اور نااہل قومیں اُن سے فائدہ نہیں اٹھاتیں بلکہ فائدہ کی بجائے وہ ان سے صرف اتنا نقصان اٹھاتی ہیں کہ ان میں طغیانی آئی اور ارد گرد کے دیہات غرق ہو گئے اور ارد گرد کی زمین بے کار اور بنجر ہو گئی۔ یا زیادہ سے زیادہ یہ فائدہ اٹھا لیتے ہیں کہ دریاؤں سے مچھلیاں پکڑ لیتے ہیں اِس سے زیادہ نہیں۔ لیکن جو قومیں عقلمند اور ذہین ہوتی ہیں وہ اُن سے نہریں نکالتی ہیں اور اُن سے بنجر زمینوں کو آباد کرتی ہیں اور ان سے اربوں ارب روپیہ کماتی ہیں۔ ہماری جماعت کو بھی آبادی کے لحاظ سے دریا کی حیثیت حاصل ہے۔ وہ ایک چشمہ کی صورت میں پھوٹی ہے اور آگے جا کر اس سے اَور نالیاں مل رہی ہیں۔ لیکن اس کے اندر سے بھی جیسے دریا کی تہہ (Bed) کے نیچے سے چشمے پُھوٹ رہے ہوتے ہیں چشمے پُھوٹ کر اِس کو بڑھا رہے ہیں۔ جس طرح خدا تعالیٰ قرآن کریم میں طوفانِ نوح کے متعلق فرماتا ہے کہ اوپر سے بھی پانی برسا اور نیچے سے بھی پانی پُھوٹا اور یہ دونوں پانی آپس میں مل

گئے۔ اِسی طرح احمدیت کا بھی حال ہے۔بعض لوگوں کے دل صاف ہو رہے ہیں اور وہ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں اور کچھ نیچے سے بھی پانی پُھوٹ رہا ہے۔یعنی اِس کی نسل عام قانون کے ماتحت بھی اور خاص قانون کے مطابق بھی ترقی کر رہی ہے۔وہ ایک دریا کی صورت میں بہتی چلی جاتی ہے۔لیکن یہی دریا مُضِر بھی ہوسکتا ہے۔اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو ہوسکتا ہے اس میں طغیانی آ جائے اور وہ اردگرد کے دیہات کو گرا دے اور اردگرد کی زمین کو غیر آباد کر دے۔لیکن اگر اسے قبضہ میں رکھا جائے اور کسی قانون کے مطابق اس سے کام لیا جائے مثلاً جماعت کی صورت میں اس کی صحیح تربیت کی جائے اور اس کے اندر جذبۂ قربانی پیدا کیا جائے تو یہی طاقت اتنی مضبوط ہوسکتی ہے کہ ہزاروں ہزار میل تک اثر کر سکتی ہے اور ترقی میں مُمد و معاون ہوسکتی ہے۔

غرض نئی نسل کو کام پر لگانا ہوگا اور اس کے اندر دینی ذوق پیدا کرنا ہی اصل کام ہے۔پرانی نسل کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی چشمہ یا دریا کا منبع۔اور نئی نسل کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نالہ۔اور اس سے اگلی نسل ایسی ہے جیسے ایک چھوٹا دریا۔اور پھر اس سے آگے کی نسل ایسی ہوتی ہے جیسے ایک بڑا دریا۔اور پھر اس سے اگلی نسل ایسی ہوتی ہے جیسے ایک بڑا سمندر۔ہم نے چشمہ سے فائدہ اٹھایا لیکن ہم نالہ سے فائدہ نہیں اٹھا رہے۔حالانکہ چشمہ میں اتنی وسعت اور طاقت نہیں ہوتی جتنی ایک نالہ میں وسعت اور طاقت ہوتی ہے۔ایک چشمہ اتنا بڑا کام نہیں کر سکتا جتنا کام ایک نالہ کر سکتا ہے۔چشمہ سے پانی پینے کے لئے ہمیں چشمہ پر جانا پڑتا ہے لیکن ایک نالہ جوش وخروش میں تمہارے گھروں کے پاس سے گزرتا ہے تمہیں اُس پر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ خود تمہارے گھروں کے پاس آ تا ہے۔پھر جب وہ ایک چھوٹا دریا بن جاتا ہے تو صرف یہ نہیں کہ وہ تمہارے گھروں کے پاس بہتا ہے بلکہ اَور زیادہ پھیل کر زیادہ گھروں کے پاس سے گزرتا ہے۔پھر دریا اَور وسیع ہو جاتا ہے تو اَور زیادہ گھروں کے پاس سے گزرتا ہے اور اُس کے زمین میں جذب ہونے کا خطرہ نہیں رہتا۔اُس کا ریت میں غائب ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔وہ پہاڑیوں اور ٹیلوں سے کُود کر ریتوں کے اوپر سے بہتا ہوا سمندر کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔اور جب وہ دریا سمندر بن جاتا ہے تو ساری زمینوں کے کنارے اُس سے ملنے لگ جاتے ہیں اور کوئی حصہ زمین ایسا نہیں ہوتا جو اُس سے متصل نہ ہو۔پس اِس طاقت کو استعمال کرنا ہمارا فرض ہے۔دنیا کا ایٹم بم یورینیم (Uranium) دھات سے بننے والی ایک چیز ہے لیکن ہمارا ایٹم بم اِس

طاقت کو صحیح استعمال کرنا اور آئندہ نسل کے اندر صحیح جذبۂ قربانی پیدا کرنا اور اس کی صحیح تربیت کرنا ہے جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی اور پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔ صرف روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے نہیں بلکہ قوم کو زندہ کرنے اور آئندہ نسل کے اندر بیداری پیدا کرنے اور اسے آئندہ جنگ کے لئے تیار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کا ہر فرد جو تحریک جدید میں ابھی تک حصہ نہیں لے رہا اُسے تحریک کر کے اس میں شامل کیا جائے۔ تحریک جدید میں ہر حصہ لینے والا جب وعدہ کرتا ہے تو اس کے اندر یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ دنیا کو فتح کرنے کے لئے کچھ کرنے لگا ہے۔ جب اُسے یاددہانی کرائی جاتی ہے تو اُس کے اندر پھر یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کو فتح کرنے اور اسلام کو دیگر اَدیان پر غالب کرنے کے لئے میری جدوجہد کی ضرورت ہے اور میں اس کے لئے وعدہ کر چکا ہوں۔ لیکن ابھی تک میں نے اس وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ پھر جب وہ وعدہ پورا کرتا ہے تو پھر اُس کا دل اِس طرف متوجہ ہوتا ہے کہ ساری دنیا کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے جو جدوجہد کی جارہی ہے اُس میں مَیں بھی شریک ہوں اور میں نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر چکا ہوں۔ تو دیکھو تحریک جدید میں حصہ لینے سے اُسے اپنے ایمان کو تازہ کرنے کے کتنے مواقع میسر آتے ہیں اور کس طرح اسکے اندر متواتر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کے دیگر اَدیان پر غالب کرنے کی ذمہ داری اُس پر بھی ہے اور اس کام میں نے بیڑا اٹھایا ہے۔ تحریک جدید کا مجرد وعدہ پھر اس وعدہ کو پورا کرنے کی مجرد تحریک اور پھر کچھ رقوم کا دے دینا انسان کے اندر ایک ولولہ اور جوش پیدا کرتا ہے اور اسے قائم رکھتا ہے۔

پس اِس سال خصوصیت کے ساتھ جب کہ میں نے شرائط کو اتنا ہلکا کر دیا ہے کہ وہ پہلے دور کی شرائط کے ساتھ مل گئی ہیں۔ (سوائے ایسے بیکار شخص کے جس کی آمد کی کوئی صورت نہ ہو) اِس میں حصہ لینا ہر انسان کے لئے ممکن ہو گیا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے بیوی بچوں کی طرف سے تحریک جدید میں حصہ لیتے ہیں۔ ان کا اپنے بیوی بچوں کی طرف سے حصہ لینا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اُس کے کان میں اذان دو۔1 تحریک جدید میں اپنے بیوی بچوں کی طرف سے حصہ لینے والے کی مثال بچہ کے کان میں اذان کے الفاظ ڈالنے کی سی ہے۔ یہ چیز اُن کے اندر یہ جذبہ پیدا کرتی ہے کہ آزاد کمائی کے بعد یا بڑے ہو کر ان کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ لیکن اصل بیداری وہی ہے جس کا نمونہ اولاد خود سمجھدار ہو کر دکھاتی ہے اور یہ

بیداری چھوٹی عمر میں بھی پیدا ہو جاتی ہے اور بڑی عمر میں بھی ۔ بعض لوگوں کے اندر چھوٹی عمر میں بیداری پیدا ہو جاتی ہے اور بعض میں بڑی عمر میں جا کر بیداری پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس کا ایک عمر تک پیدا نہ ہونا انسان کی غفلت اور سُستی پر دلالت کرتا ہے اور اس کا ایک دوسری عمر تک پیدا نہ ہونا اُس کے بچپن پر دلالت کرتا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے دس دس گیارہ گیارہ سال کی عمر میں بیداری کا اظہار کیا۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ فرمایا اور قریش کو بلا کر کہا کہ میں خدا کی طرف سے کھڑا کیا گیا ہوں اور میں اس کی باتیں تمہیں سناتا ہوں تم میں سے کون ہے جو میری مدد کرے؟ تو حضرت علیؓ کی عمر اُس وقت گیارہ سال کی تھی آپ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ 2 اُس وقت آپ کے علاوہ اور کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ جس کو سمجھ دے دیتا ہے اُس کے اندر گیارہ بارہ سال کی عمر میں بھی بیداری پیدا ہو جاتی ہے اور جس کو سمجھ نہیں دیتا وہ بیس بائیس سال کی عمر میں بھی جا کر بیدار نہیں ہوتے۔ اس عمر کے بعد بھی جو بیدار نہیں ہوتے وہ دراصل غافل ہوتے ہیں ورنہ اگر وہ چاہیں تو اپنی ضروریات کو سمجھ سکتے ہیں۔

پس تمام نوجوان مردوں اور عورتوں کو یا وہ لوگ جو نئے آنے والے ہیں اور ہماری جماعت کے لحاظ سے بچے ہیں یا وہ لوگ جو پہلے سور ہے تھے اور پہلا دَور گزر گیا اور انہوں نے اس میں حصہ نہ لیا میں اُن سب کو کہتا ہوں کہ موقع زیادہ سے زیادہ نازک ہوتا جاتا ہے، ہمارا دشمن زیادہ سے زیادہ بیدار ہو رہا ہے، ہماری عداوتیں زیادہ سے زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہیں، اسلام زیادہ سے زیادہ خطرہ میں سے گزر رہا ہے اب بھی اگر تم بیدار نہ ہوئے تو کب بیدار ہو گے۔ میں ہر نوجوان کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ قلیل ترین رقم ادا کر کے تحریک جدید میں حصہ لے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے جب وہ قلیل ترین رقم ادا کر کے اس میں حصہ لے گا تو خدا تعالیٰ اُس کے ایمان کو زیادہ مضبوط کرے گا اور اگلے سالوں میں اسے زیادہ چندہ دینے کی توفیق عطا فرما دے گا۔ اِسی طرح اُس کی روحانیت زیادہ ترقی کرے گی۔ لیکن جن لوگوں میں پھر بھی تحریک جدید میں حصہ لینے کی استطاعت نہیں اور وہ بالکل معذور ہیں اُنہیں جیسا کہ میں پہلے بھی کئی بار کہہ چکا ہوں کہوں گا کہ سب سے بڑی طاقت دعا میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے سال میں نے دعا کی تحریک نہیں کی تھی اِس لئے چندوں کی ادائیگی میں سُستی ہوئی ہے۔ معذور لوگ اپنے دلوں سے یہ وسوسہ نکال دیں کہ وہ مالی طور پر سلسلہ کی مدد نہیں کر سکتے۔ وہ دعا کر کے سلسلہ کی مدد کر سکتے ہیں۔

اُنہیں چاہیے کہ وہ دعائیں کریں کہ جو لوگ تحریک جدید میں حصہ لے سکتے ہیں اے خدا! تُو اُن کے دلوں کو کھول دے اور ان کو ایمان کی طاقت بخش کہ وہ اس میں حصہ لیں۔ پھر جن کے پاس روپیہ جاتا ہے تُو اُن کو ایمان بخش اور انہیں توفیق دے کہ وہ اسے صحیح طور پر خرچ کریں۔ پھر جو زندگی وقف کرنے والے ہیں تُو اُن کے دل کھول، اُنہیں ایمان بخش اور اُنہیں اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا کرنے والا بنا۔ پھر جن کے پاس وہ مبلغ بن کر جاتے ہیں تُو اُن کے دلوں کو کھول دے اور اُنہیں توفیق بخش کہ وہ احمدیت میں داخل ہوں۔ اِس طرح بھی تم مدد کر سکتے ہو۔ اور یقین جانو کہ یہ مدد روپیہ کی مدد سے کم نہیں اور اِس کا ثواب بھی اُن لوگوں سے کم نہیں جو روپیہ دے کر تحریک جدید میں حصہ لے رہے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص خدمتِ دین کی خواہش رکھتا ہے اور اُسے خدمت کرنے کی توفیق نہیں ملتی خدا تعالیٰ اُسے اُن لوگوں سے کم ثواب نہیں دے گا جن کو خدمتِ دین کی توفیق ملی ہے۔

تیسری چیز جس کی طرف میں نے پچھلے جلسہ سالانہ پر بھی احباب کو توجہ دلائی تھی وہ یہ ہے کہ دوست تحریک جدید میں اپنی امانتیں رکھوائیں۔ اِس سے بھی وقتی طور پر سلسلہ کو فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ اِن دنوں جب چندہ کی آمد کم ہوئی تو کئی کام ان امانتوں نے پورے کر دیئے۔ امانتوں میں سے رقم خرچ کر لی گئی۔ چندہ آتا جاتا ہے اور امانتیں اُس سے پوری کر لی جاتی ہیں۔ تمام بنکوں کا بھی یہ دستور ہے کہ وہ روپیہ خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور مزید روپیہ آتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ روپیہ مانگنے والوں کو بھی واپس دیتے رہتے ہیں۔ مجھے بعض بنک کے ماہرین نے بتایا ہے کہ اگر روپیہ دس فیصدی بھی محفوظ رکھ لیا جائے تو بنک میں کمی نہیں آتی۔ لیکن یہاں تو ایسے سخت قانون ہیں کہ روپیہ میں سے دس آنے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ میرے پاس قادیان میں ایک انگریز آیا تھا اُس کو جب پتہ لگا کہ ہم روپیہ میں سے دس آنے محفوظ رکھتے ہیں تو اُس نے کہا اِتنی احتیاط غیر ضروری ہے دس فیصدی اگر محفوظ رکھا جائے تو کام چلتا رہتا ہے۔ غرض اِس طرح روپیہ چکر لگاتا رہتا ہے اور ضرورت کے وقت اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور اس سے سلسلہ کو مدد مل سکتی ہے۔ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کے کھاتہ والے اُن سے تعاون نہیں کرتے۔ مثلاً پچھلے سال میں نے تحریک کی تو ایک میجر صاحب نے لکھا کہ میں نے روپیہ بطور امانت بھجوایا لیکن مہینوں گزر گئے اور امانت تحریک جدید کے افسر نے رسید نہ بھیجی۔ یہ تو اپنے پاؤں پر خود کلہاڑا مارنے والی بات ہے۔ میں تو جماعت میں تحریک

کروں کہ وہ تحریک جدید میں روپیہ بطور امانت رکھیں لیکن تحریک جدید کے افسر انہیں بدظن کریں۔ سو میں تحریک جدید کو بھی کہوں گا کہ وہ اِس نقص کو دور کرے بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ جہاں تم خود اس روپیہ سے فائدہ اٹھاتے ہو وہاں روپیہ والوں کو بھی فائدہ پہنچاؤ۔ مثلاً جب وہ روپیہ منگوائیں تو منی آرڈر کا خرچ اپنے ذمہ لو۔ اِس قسم کی اَور سہولتیں دے کر تحریک جدید اِس کام کو مفید اور آسان بنا سکتی ہے۔ اِسی طرح میں نے کہا تھا کہ اگر امانت رکھنے والے اپنی امانت کو قرضہ کا نام دے دیں تو وہ زکوٰۃ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ عام طور پر لوگ خیال کرتے ہیں کہ امانت پر زکوٰۃ نہیں حالانکہ شرعی طور پر امانت پر زکوٰۃ ہے۔ لیکن اگر تم اسے قرض کا نام دے دیتے ہو تو اِس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس اگر دس ہزار روپیہ ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ مجھے دو سال تک اِس روپیہ کی ضرورت نہیں تو وہ روپیہ یہاں امانت رکھوا دے اور کہہ دے کہ ان میں سے ایک ہزار روپیہ تو امانت تابع مرضی میں رہنے دیجئے کہ جب ضرورت ہو میں رقعہ دے کر لے سکوں اور باقی نو ہزار روپیہ امانت غیر تابع مرضی میں رکھ لیں۔ مجھے ضرورت ہوئی تو میں ایک ماہ یا دو ماہ کا نوٹس دے کر لے لوں گا۔ اور امانت کا صیغہ چونکہ خیراتی ہے اِس لئے اس پر زکوٰۃ نہیں پڑے گی اور وہ گناہ سے بچ جائیں گے۔ بہت سے لوگ ہیں جن کا روپیہ امانت میں موجود ہے لیکن وہ زکوٰۃ نہیں دیتے۔ ایک زمانہ میں قادیان میں اکیس لاکھ خزانہ میں بطور امانت جمع تھا اور اکیس لاکھ روپیہ پر پچاس ہزار روپیہ زکوٰۃ پڑتی ہے۔ لیکن اکثر لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے اور وہ گنہگار بنتے تھے۔ لیکن اگر وہ ایسی تجویز کر لیں کہ وہ اپنا روپیہ ایک ماہ یا دو ماہ کے نوٹس پر لے لیں تو وہ گنہگار بھی نہیں ہوں گے اور بوقتِ ضرورت انہیں روپیہ مل بھی سکے گا۔ پس تم اپنے روپیہ کو قرض قرار دے دو اور کہہ دو کہ ہم ایک ماہ یا زیادہ وقت کے نوٹس پر روپیہ لے سکیں گے۔ لیکن اگر کسی کو فوری ضرورت پڑ جائے تو میں محکمہ والوں سے کہوں گا کہ وہ ایسے شخص سے تعاون کریں اور فوری ضرورت والے کو بطور قرض رقم دے دیں اور ایک ماہ کے نوٹس کے بعد جب اُس کی اپنی رقم برآمد ہو تو اُسی سے اپنا قرضہ پورا کر لو۔ اِس طرح سلسلہ کو بھی مدد ملتی رہے گی اور جو روپیہ دین کے کام میں لگانے کی اجازت دے گا وہ زکوٰۃ سے بھی بچ جائے گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا اُس کی خدا تعالیٰ سے لڑائی ہوتی ہے۔ اب دیکھو یہ کتنی چھوٹی سی بات ہے جس کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرنے سے بچ جاتے ہو۔

جس شخص کے پاس خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے سے بچنے کا رستہ کھلا ہے اگر وہ اسے اختیار کر کے لڑائی سے نہیں بچتا تو اس سے زیادہ بدقسمت اور کون ہوگا کہ اس کے پاس لڑائی سے بچنے کے لئے ایک ذریعہ ہے لیکن وہ کہتا ہے میں خدا تعالیٰ سے ضرور لڑوں گا۔ پس جماعت کو چاہیے کہ وہ اپنا روپیہ بطور امانت تحریک جدید کے پاس رکھے اور تحریک جدید والوں کو چاہیے کہ وہ روپیہ ملنے پر فوراً رسید بھیج دیں۔ ہمارا روپیہ بنک میں جاتا ہے تو اُس کی رسید فوراً آ جاتی ہے۔ تحریک جدید کے متعلق کئی لوگوں کی شکایات موصول ہوئی ہیں کہ وہ وقت پر رسید نہیں بھیجتے۔ میں اوپر بتا آیا ہوں کہ ایک فوجی افسر نے مجھے لکھا کہ میرا بائیس تئیس سو روپیہ بنک میں موجود تھا میں نے اسے امانت تحریک جدید میں داخل کرنے کے لئے چیک بھیجا مگر اُس چیک کی مہینوں تک رسید نہ آئی حالانکہ ہم بنکوں میں چیک بھیجتے ہیں تو اُس کی فوراً رسید آ جاتی ہے۔ بیشک یہ خطرہ ہوتا ہے کہ چیک واپس نہ آ جائے لیکن کم از کم چیک کی تو رسید بھیج دی جایا کرے۔ یہاں یہ غفلت ہوتی ہے کہ صدر انجمن احمدیہ میں چیک اکٹھے کرتے چلے جاتے ہیں اور مہینہ کے آخر میں کیش کرا کے اکٹھی رسیدیں بھیجتے ہیں حالانکہ چیک کی رسید فوراً بھیج دینی چاہیے۔ اس کے بعد اگر وہ واپس آ جائے تو اُتنی رقم کاٹ لیں اور اُسے لکھ دیں کہ چیک واپس آ گیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ میں تو روپیہ رکھوانے کی لوگوں کو عادت پڑی ہوئی ہے۔ لیکن میں تحریک جدید کے لئے جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنا روپیہ وہاں بھی امانت رکھا کریں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سال کچھ مشکلات بھی ہیں۔ بعض دوستوں نے مکان بنانے کے لئے زمینیں خریدی ہیں اور پھر مکان بنانے شروع کئے ہیں اور یہ کام جمع شدہ روپیہ سے ہی کئے جاتے ہیں۔ غیر معمولی حالات میں تو اسے عجیب نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن واقعات کے لحاظ سے یہ چیز عجیب بن جاتی ہے۔ اِس سال امانت تحریک جدید میں دو لاکھ ستاون ہزار روپیہ کی آمد ہوئی ہے لیکن اس کے مقابل پر دو لاکھ باسٹھ ہزار روپیہ واپس لیا جا چکا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ بعض دوستوں نے مکان بنانے کے لئے زمین خریدی اور پھر مکان بنا رہے ہیں۔ اِس طرح قدرتی طور پر صیغہ امانت پر بوجھ پڑا ہے۔ لیکن بہرحال یہ ایسا بوجھ نہیں جسے غیر معمولی کہا جا سکے۔ سوائے اِس کے کہ جماعت میں روپیہ جمع کرنے کی عادت نہ رہے۔

جس وقت ہم قادیان سے نکلے ہیں اُس وقت وہی لوگ محفوظ رہے جن کی امانتیں تحریک جدید یا صدر انجمن احمدیہ میں تھیں۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے روپیہ واپس لے لیا اور کاروبار شروع کئے۔ اب ان

میں سے بعض بڑی بڑی تجارتوں کے مالک ہیں۔ دوسرے لوگ لُٹ گئے لیکن یہ لوگ بچ گئے۔ خدا تعالیٰ نے فضل کر دیا کہ جن بنکوں میں جماعت کا روپیہ تھا انہوں نے دیانتداری سے کام لیا اور ہمارا روپیہ واپس کر دیا۔ ہمارے عملہ نے تو سُستی کی لیکن جب ہم لاہور پہنچے تو میں نے کہا روپیہ فوراً نکلوالو۔ مجھے کہا گیا کہ روپیہ نکلوانے کی کیا ضرورت ہے بنکوں میں محفوظ پڑا ہے پڑا رہے۔ لیکن میں نے کہا حالات ایسے ہیں کہ اگر اب روپیہ نہ نکلوایا گیا تو بعد میں بہت سی دقتیں پیدا ہو جائیں گی۔ چنانچہ ستمبر 1947ء کے مہینہ میں ہی دفتر نے روپیہ پاکستان تبدیل کروالیا اور سلسلہ ایک بڑے صدمہ سے بچ گیا۔ اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ نہ کوئی روپیہ واپس لاسکتا ہے اور نہ ہندوستان بھیج سکتا ہے۔ چونکہ سوائے اتنے روپے کے جس کی قادیان والوں کو ضرورت تھی باقی سارا روپیہ واپس آ گیا تھا اس لئے لاکھوں لاکھ روپیہ انجمن بلا تکلف واپس دیتی چلی گئی اور اب بیسیوں نہیں سینکڑوں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس روپیہ سے تجارتیں جاری کیں۔ اگر ان کا روپیہ یہاں نہ ہوتا تو سکھوں نے لُوٹ لینا تھا لیکن اب ان میں سے بعض لاکھ پتی ہیں۔

غرض یہ فائدہ بخش چیز بھی ہے اور خدمت دین بھی ہے۔ اس میں برکت یہی تھی کہ امانت رکھنے والوں نے یہ خیال کیا کہ روپیہ بے فائدہ گھر پڑا ہے اسے دفتر میں رکھ دیں تا وقتی طور پر اس سے سلسلہ فائدہ اٹھالے۔ اس نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے انہیں بڑی ٹھوکر سے بچالیا۔ یہاں پہنچ کر میں سمجھتا ہوں کہ پندرہ سولہ لاکھ کے قریب روپیہ لوگ واپس لے چکے ہیں۔ پھر نئی امانتیں بھی آئی ہیں لیکن پچھلی امانت میں سے غالباً پندرہ سولہ لاکھ روپیہ واپس لیا جاچکا ہے۔ تمہیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ میری رقم چھوٹی ہے یا بڑی۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں میرے پچاس ساٹھ روپے کے ساتھ کیا بنے گا حالانکہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ روپے ہزاروں اور لاکھوں بن جاتے ہیں۔ دیکھ لو! زیادہ چندہ دینے والے وہی ہیں جو پانچ پانچ سات سات روپے دیتے ہیں لیکن انہی چندوں کو ملا کر تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کا چندہ سولہ سترہ لاکھ بن جاتا ہے۔

پس تیسری بات میں یہ کہتا ہوں کہ دوست اپنا روپیہ امانت تحریک جدید میں رکھیں اور تحریک جدید والوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کا صیغہ امانت بدنام ہو رہا ہے۔ روپیہ کا سوال نہیں وہ تو مل جاتا ہے لیکن جو بدنامی ہو جاتی ہے وہ بڑی چیز ہے۔ تم کہہ دیتے ہو کہ روپیہ ہمارے پاس محفوظ ہی ہے گھبراہٹ

کی کیا بات ہے۔ حالانکہ جس شخص کو روپیہ کی رسید نہیں پہنچے گی وہ تو سمجھے گا کہ میرا روپیہ ضائع ہو چکا ہے۔ انسان روپیہ سے زیادہ قیمتی ہے۔ ایک شخص رسید نہ ملنے کی وجہ سے جو انگاروں پر لَوٹتا رہا اور دو ماہ تک اُس کے اعصاب پر اثر پڑا وہ روپیہ سے زیادہ قیمتی ہے۔ پس روپیہ ملتے ہی فوراً رسید بھیج دینی چاہیے اور جماعت سے ہر ممکن سے ممکن تعاون کرنا چاہیے۔ ہماری جماعت لاکھوں کی ہے آٹھ دس لاکھ روپیہ کی آمد کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر صیغہ امانت کو منظّم کیا جائے تو کروڑ دو کروڑ روپیہ کا اکٹھا ہو جانا بھی مشکل امر نہیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر تحریک جدید پورے طور پر کام کرے اور وہ امانت رکھنے والے کو روپیہ بھیجنے اور روپیہ واپس لینے پر جو اخراجات ہوں وہ دے دے تب بھی وہ نفع میں رہے گی۔ اور اگر نفع میں نہ بھی رہی تب بھی ضرورت کے وقت روپیہ جو کام دے دیتا ہے وہ کم فائدہ نہیں۔ مثلاً امریکہ سے تار آئی ہے کہ جلد روپیہ بھیجو اور خزانہ میں روپیہ نہیں تو امانت میں سے ہم روپیہ لے سکتے ہیں اور اس طرح اپنی ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔ اگلے ماہ چندہ جمع ہو جائے گا تو وہ واپس کر دیا جائے گا۔ غرض اگر تحریک جدید یہ فائدہ اٹھائے اور اِس کے بدلہ میں روپیہ کے آنے اور جانے کے اخراجات دے دے تو میں سمجھتا ہوں تحریک جدید پھر بھی فائدہ میں ہے۔"

(الفضل مورخہ 19 دسمبر 1950ء)

1: کنز العمال جلد 16 صفحہ 599 حدیث نمبر 46004 مکتبۃ التراث العلمی حلب 1977ء

2: سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 262، 263 مطبوعہ مصر 1936ء (مفہوماً)